## سوال

(02) کیا حدیث وحی الٰہی نہیں ہے۔؟

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا حدیث وحی الٰہی نہیں ہے۔؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

خدا کے جانچنے کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ اپنے بندوں کو مختلف امور سے آزماتا ہے۔ مسلمان شیطان مردود کے جال میں آکر کن کن گمراہ کن فرقوں میں پھنس گئے ہیں۔ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ مانتے ہوئے بھی تقلید شخصی میں بتلا ہے۔ کوئی احادیث نبوی کو سرے سے اُڑاتا ہے جس کا جو جی چاہتا ہے۔ کرگزرتا ہے کچھ عرصہ سے ایک نیا فرقہ رونما ہوا ہے۔ جو منکر حدیث ہے۔ صرف قرآن متلو ہی کو اپنا لائحہ عمل بتاتا ہے اور احادیث صحیحہ کی تردید میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے مگر مسلمانوں یاد رکھو! کبھی بھی احادیث نبویہ باطل پرستوں کے زور سے نہیں مٹ سکتیں۔ جس طرح قرآن متلو وحی الٰہی ہے۔ اسی طرح احادیث صحیحہ بھی وحی الٰہی ہیں۔ یہ قرآن کے بالکل خلاف نہیں بلکہ اس کی مفسر ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَيهِم وَلَعَلَّهُم يَتَفَكَّرونَ ٤٤

اے نبی اُمی ہم نے آپ پر قرآن اتارا تاکہ آپ لوگوں کو کھول کر بتا یئں۔ امید ہے کہ غوروفکر کریں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

لا تُحَرِّك بِهِ لِسانَكَ لِتَعجَلَ بِهِ ١٦ إِنَّ عَلَينا جَمعَهُ وَقُرءانَهُ ١٧ فَإِذا قَرَأناهُ فَاتَّبِع قُرءانَهُ ١٨ ثُمَّ إِنَّ عَلَينا بَيانَهُ ١٩

اس تبین اور بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ حضور پر نور اپنی زبان الہام ترجمان سے قرآن کے معنی و مطالب اور تفسیر و تفصیل کرتے تھے۔ وہ من جانب اللہ ہی تھا۔ کیونکہ نبی کا ہر فعل و قول امر و نہی بحکم الٰہی ہوتا ہے فرمایا!

وَما يَنطِقُ عَنِ الهَوىٰ ٣ إِن هُوَ إِلّا وَحىٌ يوحىٰ

آپ اپنی خواہش نفسانی سے کوئی بات نہیں بناتے بلکہ وہی کہتے ہیں جن کا حکم ہوتا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا!

لَقَد كانَ لَكُم فى رَسولِ اللَّهِ أُسوَةٌ حَسَنَةٌ

اے مسلمانو! تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں بہتر نمونہ ہے رسول کا نمونہ ہمیں احادیث ہی میں ملتا ہے۔ آپ مشکل امر کی تفسیر کرتے اور مجمل امر کی توضیح کرتے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ **اقیموالصلوۃ** نماز درست کر کے ٹھیر ٹھر کر پڑھا کرو۔ اس کا ذکر متعدد جگہ میں ہے لیکن کس طرح ادا کریں کتنی رکعتیں ادا کی جایئں؟ قرآن متلو نہیں بتاتا اسی طرح روزہ حج ذکواۃ وغیرہ ہیں۔ جب یہ امر بالکلیہ ثابت ہوگیا کہ احادیث صحیحہ بھی من جانب اللہ ہیں تو جس طرح قرآن متلو کا محافظ بھی باری تعالیٰ ہے۔ اسی طرح احادیث کا محافظ بھی باری تعالیٰ ہے۔ جس طرح قرآن میں ایک حرف ردوبدل نہیں بعینہ اسی طرح احادیث کے لفاظ بھی ثابت ہیں۔ یہ لوگ حدیث پر کئی ایک اعتراض کرتے ہیں۔ جوان کی نافہمی اورکج روی پردال ہیں۔ ان شاء اللہ بالترتیب ہر اعتراض کا جواب دیتا چلوں گا۔

**اعتراض نمبر 1**

قَدْ کَانَ لَکُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

رسول سے مراد قرآن ہے۔ یعنی تمہارے لئے اللہ کے قرآن میں بہتر نمونہ ہے۔ اسی طرح قرآن میں جہاں کہیں بھی رسول کا لفظ آیا ہے۔ قرآن ہی کے معنی میں ہے۔؟

**جواب۔ نمبر 1**

اگر رسول سے مراد قرآن ہے۔ تو اس آیت کے کیا معنی ہوں گے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٢

ترجمہ۔ وہی ذات ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں اُن ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک رسول (قرآن) بھیجا۔ جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اوران کو (عقائد باطلہ سے) پاک کرتے ہیں۔ اوران کو کتاب ودانش مندی (کی باتیں) بتاتے ہیں۔ کیا اس کا یہی ترجمہ ہوگا۔؟

دوسری جگہ فرمایا!

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ١

ترجمہ۔ جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول (قرآن) ہیں۔ اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ بے شک اللہ کے رسول (قرآن ہیں) ع۔ تو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

**اعتراض نمبر 2**

سورہ نحل میں ارشاد خداوندی ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

ترجمہ۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے اور خاص مسلمانوں کے واسطے بڑی رحمت اور خوش خبری ہے دوسری جگہ فرمایا!

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ٨٩

ہم نے لوگوں کی (ہدایت) کےلئے ۔ اس قرآن میں ہر قسم کے (ضروری اور) عمدہ مضامین بیان کیے ہیں ۔ تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں ۔ تیسری جگہ فرمایا!

وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا

اس نے تمہارے پاس ایک کامل کتاب بھیج دی ہے ۔ اس کی حالت یہ ہے کہ اس کے مضامین صاف کردیئے ہیں ۔ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لیے قرآن ہی کافی ہے ۔ اور بس حدیث کی کوئی ضرورت نہیں ۔

جواب ۔ ہاں یہ بجا اور درست ہے ۔ ہم کب اس سے انکار کرتے ہیں ۔؟ واقعی قرآن اللہ کی بڑی با عظمت کتاب ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ وہ تمام کتابوں سے افضل اور برتر ہے ۔ لیکن بتاؤ کس جگہ حضور ﷺ نے اس قرآن کے خلاف لب کشائی کی ہے ۔ انہوں نے بھی تو تم جیسے کم فہم نام کے مسلمانوں کو سمجھانے کےلئے اس کی تشریح کردی وہی تو حدیث ہے ۔ اگر تم اس کو نہیں مانتے تو آؤ ہم بھی چند باتیں دریافت کرتے ہیں ۔ اللہ پاک رسول ﷺ کے اس بھید کی کیفیت بیان فرماتا ہے ۔ جس کو آپ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں سے پوشیدہ رکھا تھا ۔ فرمایا!

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ٣

یہ کونسی بات تھی کہ جس کو حضور ﷺ نے اپنی بعض بیویوں سے پوشیدہ رکھا تھا ۔ اور بعض کو جتلا دیا تھا ۔ کیا قرآن نے دوسری جگہ اس بھید کو بتلایا دوسری جگہ فرمایا!

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ

ترجمہ ۔ کیا آپ ﷺ ان لوگوں پر نظر نہیں فرماتے جن کو سرگوشیوں سے منع کردیا گیا تھا ۔ مگر پھر بھی وہ وہی کام کرتے ہیں ۔ جس سے ان کو منع کیا گیا تھا ۔ وہ کون سی سرگوشی تھی ۔ قرآن نے دوسری جگہ کہیں اس کا ذکر کیا ہے ۔ تیسری جگہ ارشاد ہے ۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ١٤٣

ترجمہ ۔ جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اس کےلئے تھا کہ ہم کو معلوم ہوجائے کہ کون ہمارے رسول کی اتباع کرتا ہے ۔ اور کون پیچھے ہٹ جاتا ہے ۔ تحویل قبلہ سے پہلے کون سا قبلہ تھا؟ اور اس کا حکم کونسی آیت میں ہے ۔

### اعتراض نمبر 3

چونکہ حدیثوں میں تقدیم وتاخیر ہے ۔ ایک ہی لفظ کو کسی راوی نے مقدم اور کسی نے موخر کسی نے گھٹا دیا اور کسی نے زیادہ کردیا ۔ یعنی روایت بالمعنی ہے ۔ اور یہ جائز نہیں اس لئے حدیثیں مانی نہیں جاسکتیں ۔

جواب ۔

اگر واقعی روایت بالمعنی ہی کی وجہ سے حدیث رسول چھوڑی جاتی ہے ۔ تو آؤ میں بھی قرآن کریم میں مختلف جگھوں پر نقل بالمعنی بتائے دیتا ہوں ۔ اللہ پاک جادوگروں کے کلام کو نقل بالمعنی ہی سے بیان فرماتا ہے ۔ سورۃ شعراء میں ارشاد ہوتا ہے ۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ٤٦ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ٤٧ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ٤٨

(خدائی نشانی) دیکھ کر جادو گر ایسے متاثر ہوئے۔ کہ سب کے سب سجدے میں گر پڑے اور (پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین جو موسیٰؑ وہارون کا رب ہے اسی مضمون کو سورۃ طہٰ میں یوں فرمایا۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ٤٦ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ٤٧ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ٤٨

یعنی جادو گر سجدے میں گر گئے اور (با آواز بلند) کہا ہم تو ہارون اور موسیٰ کے پروردیگار پر ایمان لے آئے۔ صرف لفظی فرق ہے۔ دونوں آیتوں کا مفہوم ایک ہے۔ وہ تو جادوگروں کا قول منقول تھا۔ اب اپنے نبی کے ایک ہی قول کو مختلف انداز میں نقل فرماتا ہے۔ سورۃ نحل میں فرمایا!

ذْقَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ٧

سورۃ قصص میں یوں کیا۔

فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ١٠

سورۃ طہٰ میں یوں فرمایا۔

إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ١٠

ناظرین اب آپ ہی پر انصاف کا دارومدار ہے۔ بات تو اتنی تھی کہ موسیٰؑ جب مدین سے واپس ہوئے تورات کی تاریکی میں راستہ بھول گئے دور سے کچھ روشنی معلوم ہوئی آپ نے اپنے اہل سے فرمایا یہیں ٹھہرو میں آگ دیکھ رہا ہوں یا تو آگ لاؤں گا یا راستہ پوچھ لوں گا۔ یہ تو نبی کے کلام کی نقل تھی۔ اب آیئے خود باری تعالیٰ ایک ہی امر کی تلقین موسیٰؑ کو چند مواقع پر کئی طرح کرتا ہے۔ سورۃ طہٰ میں فرمایا!

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ

یعنی تم اپنا (داہنا) ہاتھ اپنی دبایئں بغل میں دے تو (پھر نکالو) وہ بلا کسی عیب (لعرض) کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا اسی مضمون کو سورۃ قصص میں یوں فرمایا۔

اسلك يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ

سورۃ نحل میں یوں زکر ہے۔

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ

اب بتاؤ کیا قرآن بھی چھوڑ دو گے۔

## طریقہ نقل قرآن ہی سے بتایا

محدثین کرام نے حدیث کی اسناد قرآن ہی سے سیکھی ہے۔ اخبرنا۔ انبانا کے زریعے نقل حدیث کا طریقہ قرآن ہی سے سیکھا ہے۔ سورۃ تحریم میں فرمایا!

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ٣

ترجمہ۔ جب کے نبی کریم ﷺ نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی پھر جب اس بی بی نے وہ بات (دوسری بی بی کو بتلادی۔ اور حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے) اس کی خبر کردی۔ آپ نے اس ظاہر کردینے والی بی بی کو تھوڑی سی بات تو جتلادی۔ اور بعض باتوں سے اعراض کرگئے۔ بی بی نے پوچھا کہ یہ خبر آپ تک کیسے پہنچی؟ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑے خبر کردینے والے نے خبر کردی۔

طریقہ جانچ قرآن ہی سے اخذ ہے۔

محدثین کرام نے راویوں کی جانچ پڑتال کا طریقہ بھی قرآن ہی سے اخذ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

اَاَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا اِن جَاءَکُم فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَیَّنُوا اَن تُصِیبُوا قَوماً بِجَہَالَةٍ فَتُصبِحُوا عَلَیٰ مَا فَعَلتُم نَادِمِینَ ٦

جب تمہارے پاس کوئی فاسق کسی قسم کی خبر لائے تو پرکھ لیا کرو اس سے انہوں نے راویوں کی جانچ کا طریقہ ہم کو بھی سکھا دیا ہے۔ پھر یہ کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے غلط باتیں اکھٹی کردی ہیں۔ ناظرین اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر ایک پیش گوئی اسی طرح ثابت ہوکر رہی۔ جس طرح آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا تھا۔ بعض تو ایسی ہیں جو آپ ﷺ کے ہی عہد مبارک میں پوری ہوئیں۔ اور بعض کا وقوع عہد خلافت میں ہوا۔ اور بعض ایسی بھی ہیں جو محدثین کے چل بسنے کے بعد ظاہر ہوئیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ غیب کی خبر تو اللہ ہی کو ہے۔ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسولہ غیب کسی کو ظاہر نہیں کرتا۔ سوائے اس رسول ک جس سے وہ خوش ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کا رسول ﷺ جھوٹا نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ کی وحی کی ہوئی بات لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ نمونہ کے طور پر دو چار یہاں بتائے دیتا ہوں۔

1-عن انس بن مالک یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل علی ام حرام بنت ملحان فتطعمہ وکانت ام حرام تحت عبادۃ بن صامت فدخل علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطعمتہ وجعلت تفلی راسہ فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم استیقظ وہو یضحک قالت فقلت ما یضحک یا رسول اللہ قال فاس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ یرکبون ثبج ہذا البحر مثل الملوک علی الاسرۃ

(الحدیث بخاری جلد اول ص 391) ام حرام بھی آپ ﷺ کی رضاعی خالہ ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ اکثر ام حرام کے گھر جایا کرتے تھے۔ وہ ان کو کچھ کھلاتی پلاتیں پھر آپ سوجاتے یا چلے جاتے۔ ایک روز آپ ان کے یہاں سوئے تھے یکایک مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے ام حرام نے وجہ دریافت کی فرمایا میری امت کے وہ غازی دکھلائے گئے جو سمندر میں جہاد کے لئے سفر کریں گے۔ وہ اپنے جہازوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے۔ ام حرام نے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے دعا کردیجئے کہ اللہ مجھے بھی انھیں میں سے بنادے۔ آپ ﷺ ان کے لئے دعا کرکے سوگئے پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے ام حرام نے سبب پوچھا فرمایا میرے سامنے وہ جماعت پیش کی گئی۔ جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گی۔ پھر ام حرام نے دعا کی درخواست کی فرمایا تم پہلے گروہ میں سے ہو آپ کی یہ پیش گوئی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں پوری ہوئی۔

فرکبت البحر فی زمان معاویۃ بن ابی سفیان فصرعت عن دابتہا حین خرجت من البحر فہلکت

اپنے شوہر عبادہ بن صامت کے ہمراہ عہد معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جزیرہ طبرس کی لڑائی میں شامل ہوئیں جہاد کی واپسی میں جب جہاز سے اتریں تو ان کے لئے سواری لائی گئی اس سے گر کر شہید جنت کو سدھاریں دوسری روایت میں ہے۔ کہ ان کو جنت کی بھی خوش خبری مل گئی تھی۔

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا

(بخاری جلد نمبر ص 21) میری امت کا پہلا گروہ وہ جو سمندر میں جہاد کے لئے جائے گا بے شک وہ جنت کا حقدار ہوگا اور دوسرا گروہ وہ تھا جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہوا یہ لڑائی بھی

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوئی جب کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کے لئے 52ھ سنہ میں بھیجا تھا۔ دیکھو، بخاری پارہ 11 صفحہ 409

2۔ آپ ﷺ کی پیش گوئی تھی۔

ان ابنی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فلتین عظیمتین من المسلمین

(بخاری پ10 ص373) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔ جب یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام میں پہنچی۔ تو انہوں نے اس کو پسند نہیں اور لڑائی کا سامان طرفین سے ہوگیا قریب تھا کہ دونوں جماعتوں میں تصادم ہو جائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کا پیغام عبد الرحمان بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت بھیجا وہ دونوں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ ہوئے اور صلح کا پیغام دیا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں واپس ہو جاؤں اور وہ پیچھے سے حملہ کردیں تو اس کا ضامن کون ہوگا۔ ان دونوں نے کہا اس کے ضامن ہم ہیں۔ بالاخر صلح کرلیتے ہیں۔ اس وقت حسن بصریؒ کہتے ہیں۔ کہ بے شک میں نے ابا بکرہ سے کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز خطبہ دے رہے تھے۔ اور حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پہلو میں کھڑے تھے ایک مرتبہ آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ایک مرتبہ ان کی طرف متوجہ ہوکر فرما رہے تھے۔ ان ابنی ہذا سید بلا شک میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے زریعہ ایک دن دو بڑی بڑی مسلمانوں کی جماعتوں میں صلح کرائے گا اس طرح خدا کے رسول کی پیش گوئی (حدیث) بعینہ سچی ثابت ہوئی۔

3۔ آپ نے فرمایا! لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فلتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ و عواہما واحدۃ الحدیث

(صحیح بخاری) قیامت سے پیشتر دو جماعتوں میں سخت جنگ و جدال ہوگا۔ اور دونوں کے دونوں مسلمان ہوں گے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان عرصہ تک تنازع رہا اس کے شواہد میں معرکہ صفین پیش نظر رہے جس میں دونوں اپنے کو خلافت کا حقدار ٹھیراتے رہے۔

4۔ رسول اللہ ﷺ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا۔ كيف بك اذا لبست سواري كسري (بیہقی) تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسری بن ہرمز کے کنگن پہنائے جایئں گے۔ سراقہ وہی سراقہ جن کو کفار نے حضور ﷺ کو جان سے مارڈالنے کے لئے آمادہ کیا تھا اور انعام بھی مقرر کیے تھے۔ سراقہ نے چند نوجوانوں کے ہمراہ حضور ﷺ کا پیچھا کیا۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دیکھا تو آپ سے فرمایا دشمن یہاں تک آ پہنچا جواب ملا۔ ان اللہ معنا خوف کی کوئی بات نہیں۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے ادھر سراقہ اپنے گھوڑے کی باگ تیز کرتے ہوئے بالکل نزدیک پہنچ گئے خدا کی شان کہ یک لخت ان کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے وہ بہت ہی پریشان ہوئے اور آپ کے نبی ہونے کا یقین ہوگیا۔ اور گویا ہوئے اے محمد ﷺ! آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ اب مجھ سے ایسی حرکت نہ ہوگی۔ بلکہ جو شخص میرے پیچھے آپ کی گرفت کے لئے آرہا ہے۔ اس کو بھی واپس کر لوںگا۔ مجھے اس بلا سے نجات دلایئے۔ آپ نے دعا فرمائی وہ نجات پاگئے پھر سراقہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ جب آپ مکہ پر فاتح کی حیثیت سے آیئں گے۔ تو شاہد ہیں آپ کی فوج سے مارا جاؤں اس لئے ایک دستاویز لکھ دیجئے کہ میں اس وقت اس کو دکھلا کر آپ کی فوج میں امن سے رہ سکوں آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! لکھ دو حکم کی تعمیل کی گئی۔ سراقہ نے اس کو اپنے گلے کا تعویز بنا لیا جب مکہ فتح ہوا تو سارے کے سارے قید کیے جا رہے تھے۔ اس وقت سراقہ نے حضور ﷺ کا دیا ہوا امن نامہ دکھلایا۔ لوگوں کو بہت تعجب ہوا اور ان کو پکڑ کر حضور ﷺ کے دربار میں لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا ہی دیا ہوا ہے۔ سب نے ان کو اپنے دامن میں لے لیا اور سراقہ سے فرمایا۔ كيف بك اذا لبست سواري كسري اب دیکھئے یہ پیشن گوئی ٹھیک اس طرح ظاہر ہوتی ہے۔ جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں 21 ہجری سنہ میں ایران فتح ہوا ایران کے بادشاہ کے خزانے اونٹوں پر لاد کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں لائے گئے۔ سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس فتح میں پیش پیش تھے۔ بیہقی کی دوسری روایت میں ہے۔ کہ سراقہ کو جب ہرمز کے کنگن پہنائے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے۔ کہ جس نے کسریٰ بن ہرمز جو اپنے آپ کو رب الناس کہلاتا تھا۔ کے کنگن چھین کر سراقہ اعرابی مدلجی کو پہنائے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا! کہ یہ کنگن نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق پہنائے گئے۔ اور حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک زندہ رہے فتح ایران کے چند سال بعد 42 ہجری سنہ میں دنیا سے کوچ کر گئے۔

5۔ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فی اخر حیاتہ فلما سلم قام فقال ارئیتم لیلتکم ہذہ فان راس مائۃ سنۃ منہا لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض احد

(بخاری کتاب العلم) نبی کریم ﷺ کا یہ دستور تھا۔ کہ جب کوئی اہم بات بتانی مقصود ہوتی تو پہلے اکثر سوال کے طریق پر کلام کو شروع فرماتے اپنی آخری حیات میں صحابہ کرام کو عشاء کی نماز کے بعد فرمایا کہ اس تاریخ اس مہینے کو نوٹ کرلو۔ کیونکہ سو سال کے بعد سب دنیا کو خیر آباد کہہ دوگے۔ یعنی تم میں کا ایک بھی روئے زمین پر باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ آپ کا سچا فدائی عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو سال کے آخری دن بعد عصر اس دنیا سے رحلت کرجاتا ہے سچ ہے۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

6۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کہ الخلافۃ ثلثون سنتم ثم تکون ملکا (احمد ابوداود۔ ترمذی) یعنی خلافت 1 راشدہ تیس سال تک رہے گی۔

اس کے بعد بادشاہت ہوجائے گی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوت ہوجانے کے بعد

1۔ خلفائے راشدہ پانچ ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر و عمر۔ و عثمان و علی و حسن رضوان اللہ عنہم اجمعین حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بھی چھ مہینے رہی امام نووی نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء جلد اول ص 158 میں زکر کیا ہے۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص 74 میں اسی طرح امام ابن قتیبہ کی کتاب الامامت وسیاست مطبوعہ مصر ص 135 میں دیکھو اسی طرح کل تاریخوں میں مرقوم ہے۔

حضرت حسن خلیفہ ہوئے۔ جوں ہی خلافت کو تیس سال پورے ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپرد کرکے دست بردار ہوجاتے ہیں۔

7۔ انکم ستفتحون ارضا یذکر فیہا القیراط فاستوصوا خیرا فان لھم زمۃ ورحما فلاذا رایتم رجلین یقتتلان علی موضع لبنۃ فاخرج منہا

(مسلم) ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم عنقریب اس ملک کو فتح کرلوگے جہاں سکہ قیراط ہے۔ تم وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔

کیوں کہ ان کے زمہ اور رحم کے حقوق حاصل ہیں پھر ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ برابر زمین پر جھگڑتے دیکھنا تو وہاں سے چلے آنا اس حدیث میں دو پیش گوئیاں ہیں۔ اولفان لھم ذمۃ ورحما حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کو فتح کیا۔ تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس خط لکھا کہ یہاں کے باشندوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہلم ذمۃ ورحما ان کے ساتھ رحما ابچھا برتاؤ کرو۔ یہ سن کر حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب قیدیوں کو رہا کردیتے ہیں۔ زمہ دار رحم اس لئے فرمایا تھا کہ مصر آپ کا یہاں سسرا رج مل تھا۔ کیونکہ حضرت ہاجرہ اور ماریہ قبطیہ ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ مصر کی باشندہ ہیں۔ بیہقی اور ابو نعیم میں مصر کا لفظ صراحتہ موجود ہے۔ دوما ذا رایتم رجلین یقتتلان علی موضع لبنۃ فاخنہا فتح مصر میں ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ربیعہ اور عبد الرحمٰن بن شرجیل اینٹ برابر زمین کے لئے جھگڑ رہے ہیں۔ اسی وقت ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چلے آتے ہیں۔ دیکھا چند ہی سال کے بعد مصر بھی فتح ہوا اور اس کے سارے واقعات سچے ثابت ہوئے۔ سچ کیوں نہ ہو جب کہ صادق المصدوق کا ارشاد ہے۔

8۔ دشمنوں کے حملوں کی خبر سن کر مدینے کے اردگرد سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق خندقیں کھودی جانے لگیں۔ آپ ﷺ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ہمراہ مٹی ڈھونے میں مصروف تھے۔ اور زبان مبارک سے یہ رجز ادا کررہے تھے۔

واللہ لولا انت ما التدینا ولا وتصدقنا ولا صلینا فانزلنا سکینۃ علینا ان الاولی قد یغفوا علینا

اسی اثنا میں ایک بڑا پتھر نمودار ہوا جس پر کدال کا بالکل اثر نہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کو جب خبر ہوئی تو کدال دست مبارک سے تھاما۔ اور تین ضربیں لگایئں۔ پہلی میں ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا فرمایا! اللہ اکبر انی اعطیت مفاتح الشام ملک شام کے خزانے عطا کیے گئے۔ خدا کی قسم میں وہاں کے سرخ سرخ پتھروں کو دیکھ رہا ہوں پھر دوسری ضرب لگائی ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ فرمایا اللہ اکبر انی اعطیت مفاتح الفارس واللہ انی لابصر تصر المدائن الا بیض

مجھے ملک فارس کے خزانے یا کنجیاں عطا کی گئیں۔ واللہ میں مدائن کے سفید محلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ تیسری ضرب لگائی پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اور فرمایا۔ اللہ اکبر انی اعطیت مفاتح الیمن واللہ انی لابصر ابواب صنعاء من مکاء الساعۃ

مجھے ملک یمن کی کنجیاں عطا کئ گئیں۔ واللہ میں اس وقت یہاں سے شہر صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں (بیہقی وابو نعیم) یہ سارے ممالک خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں فتح ہوئے۔ مگر غور کرنے کی بات کہ اسلام اس وقت بالکل غربت وکمزوری کی حالت میں تھا۔ پھر اس وقت ان ممالک کی فتوحات کی پش گوئی کرنا سوائے اللہ کے نبی ﷺ کے دوسرے لب ہلا نہیں سکتا۔

9۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمتلا ہذہ الایۃ وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکون امثالکم قالو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہولاء الذین ذکر اللہ ان تولینا استبدل لو بہ ثم لا یکونو امثالنا فضرب علی فخذ سلمانالفارسی ثم قال ہذا وقومہ ولو کان الذین عند الثریا لتنا والرجال من اہل الفارس

(رواہ ترمذی۔ مشکواۃ جلد 2 صفحہ 58) رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعینکی مجلس میں سیرت محمد ﷺ کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم ٣٨

ترجمہ۔ اگر تم اللہ کے حکم سے روگردانی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعینںے دریافت فرمایا وہ کون حضرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زکر فرمایا کہ اگر روگردانی کرلیں تو وہ ہم سے بہتر قوم سے آئے گا۔ آپ نے سلمان فارسیر ضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ران پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ یہ اور اس کی قوم لو کان الذین الثریا لتنا ولہ رجال من الفرسا گر دین ثریا تک بھی چلا جائے جب بھی فارس کے لوگ اسے ڈھونڈھ لائیں گے یعنی اسلام قریب المرگ بھی ہو جہالت پھیل گئی۔ ہو اس وقت دین کا جہاں بھی کچھ چرچا ہوگا فارس کے ی باشندے اسے ڈھونڈھ لایئں گے اب اس پش گئی کے مطابق امام بخاری امام مسلم ابو دائود۔ ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیم کے سوانح پر غور کرو کہ وہ سب حضرات ملک فارس کے باشندے ہیں بخاری کے جامع ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔ مسلم کے ابو الحسن مسلم بن حجاج نیشا پور۔ ابوداود کے جامع ترمذی کے ابو عیسیٰ محمد بن سورہ قریہ بوغ نسائی کے جامع ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسا۔ ابن ماجہ کے ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ ربعی قروین کے باشندے ہیں اور یہ سب مقام فارس ہی میں واقع ہیں۔

10۔ یوشک الرجل متکئا علی اریکتہ یحدث بحدیث من حدیثی فیقول بینکم کتاب اللہ عزوجل فما وجدنا فیہ من حلال اسحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمناہ الاوان ما حرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ ابن ماجہ باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے تحت مسند پر بیٹھا ہوا ہوگا جب اس کی کوئی حدیث میری حدیثوں میں سے سنائی جائے گی تو وہ کہے گا بس ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ ہی فیصلہ کرنے والی ہے۔ پس جو کچھ ہم اس میں حلال پادیں گے صرف اسی کو حلال جانیں گے۔ اور جو کچھ اس میں حرام پاویں گے اسی کو حرام جانیں گے۔ خبر دار سن رکھو جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا ہے۔ وہ مثل اس کے ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اس پش گوئی کے مطابق ہم مولوی عبد اللہ چکڑالوی وغیرہ کو پاتے ہیں۔ جو اپنی مسند پر بیٹھ کر احادیث نبویہ سے انکار کرتے ہیں اور ان کی توحین کرتے ہیں صرف کتاب اللہ کو بیان شرائع کےلئے کافی خیال کرتے ہیں۔ اوراپنے بے اصول و بے قاعدہ اجتہاد سے جیسی بن آوے ہانک دیتے ہیں۔

11۔ عن عدي بن حاتم قال بینا انا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلماذا فاہ رجل فشما الیہ الفقۃ ثم جاء ہ اخر فشکا الیہ الفاقۃ ثم جاء ہ ہل رایت الحیوۃ قلت لم ارہا وقد انبئت عنہا قال فان طالت بک

حیاۃ لترین الظعینۃ ترحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لاتخاف احدا الا اللہ قلت فیما بینی وبین نفسی فاین دعاء الذین قد سعروا البلاد (الحدیث)

(بخاری پارہ نمبر14) عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے حضور میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اس نے فاقے کی شکایت کی دوسرا آیا اور اس نے ڈاکوؤں کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم دیکھ لوگے۔ کہ ایک بڑھیا حیرہ سے اکیلی چلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی وہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتی ہوگی عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں ہی کہا کھٹے کے ڈکیت کدھر جائیں گے جنہوں نے تمام بستیوں کو اجاڑ رکھا ہے پھر فرمایا۔

ولئن طالت بک حیوۃ لتفتحن کنوز کسری بن ہرمز قلت کسری ابن ہرمز قال کسری ابن ہرمز

اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے کو کھولوگے۔ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز فرمایا کسریٰ بن ہرمز۔ پھر فرمایا

ولئن طالت بک حیوۃ لترین رجل یخرج ملاء کفہ من ذہب اوفضۃ یطلب من یقبلہ فلایجد احدا یقبل منہ

اگر تیری عمر دراز ہوئی تم دیکھوگے کہ زکواۃ کا مال لوگ دردلئے پھریں گے مگر اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسیس بڑھیا کو بھی دیکھا جو کوفہ سے تن تنہا حج کو آئی تھی۔ اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ تھا میں خزائن کسریٰ کی فتح میں تو شامل ہی تھا۔

ولئن طالت بکم حیوۃ لترون ماقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ملاء کفہ

اور تیسری بات کہ اے لوگے تم دیکھ لوگے امام بہیقی کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز کی سلطنت میں تیسری بات پوری ہوگئی وہ وقت ایسا تھا کہ ذکواۃ نکالنے والے کو تلاش کرنے پر بھی فقیر نہ ملتا تھا۔ اور وہ اپنا مال گھر لے جایا کرتا تھا۔

12۔ لاتقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(بخاری ص509پ14) آپ ﷺ نے فرمایا! کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری امت میں تیس دجال کذاب نہ ہولیں۔ ہر ایک ان میں سے یہ دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا نبی ہوں اس حدیث کے مطابق ہم اپنے زمانے میں مرزا قادیانی کا دعویٰ دیکھتے ہیں جن کی ایک بات بھی صحیح نہیں۔ گزشتہ اقساط میں 12 پیش گوئیاں درج کی جاچکی ہیں۔ اب اس کے آگے ناظرین کرام! مطالعہ فرمایئں اُسی کی ضمن میں دوسری حدیث پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد آگے قدم بڑھاؤں گا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما انا نائم رایت فی یدی سوارین من ذہب فاہمنیشا نہما فاوحی الی فی المنام ان انفخہما فنفختہما فاراافاولتہما کذابین یخرجان بعدی فکان احدہما العنیسی والاخر مسیلمۃ صاحب الیمامۃ

(بخاری پارہ14) صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خواب کی کیفیت بیان کی۔ فرمایا کہ میں نے آج نیند میں اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے مجھے اس سے بہت ہی نفرت ہوئی اور بہت شاق گزرا اسی وقت حکم الٰہی ہوا کہ تم ان دونوں کو پھونک دو میں نے ویسا ہی کیا فورا دونوں مجھ سے دور ہوگئے۔ پھر اس ک بعد اس کی تاویل بیان فرمائی کہ دو کنگن سے مراد یہ ہے کہ دو کذاب مدعی نبوت میرے بعد ہی نکلیں گے راوی نے کہا کہ وہ مسیلمہ اور عنسی ہے۔ نیز نفخ سے پتہ چلا کہ وہ دونوں ہلاک ہوں گے۔ اور کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ عنسی کا عروج آپ ﷺ کی آخری حیات میں ہوا۔ اور مقام صنعا میں اس کے بہت سے معتقد ہوگئے۔ صنعا میں رسول اللہ ﷺ کے عامل بازان سے ظلما ان کی بیوی تلف ہوگئی اور یہی اس کی موت کی سبب بنی۔ جب عنسی نے مرزبانہ کو اپنے گھر میں بند کر دیا اور جبرا اس سے نکاح کرلیا توف ادویہ نامی ایک آدمی نے کسی موقع سے اس کے گھر میں گھس کر اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور مرزبانہ کو نکال کرلے آیا۔ بالآخر معمولی سی جھڑپ کے بعد اس کے معتقدوں کا کام بھی تمام ہوگیا اسی طرح مسیلمہ کذاب کا عروج خلافت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا۔ اور اس کے پیروں کی تعداد غالباً ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ مسلمانوں سے سخت لڑائی ہوئی اس کو وحشی نے اس طریقے سے مارا جس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہید کیا تھا وحشی نے اس کے بعد کہا کہ میں نے حالت کفر میں خیر الناس کو قتل کیا تو اسلام کی حالت میں ایک شرار الناس

کو بھی جہنم رسید کردیا۔ حضرات اگرچہ یہ پیش گوئی نہیں تھی۔تاہم یہ حدیث کے صحیح ثابت ہونے کا ثبوت ہے ۔اس سے یہ بھی پتہ چلاکہ آپ ﷺ کوخواب میں بھی وحی آیا کرتی تھی ۔قرآن نے توصاف صاف بتا دیا ہے جیساکہ فرمایا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ

پس میرے دوستو!کیا اتنی واضح اورروشن دلیل کے باوجود بھی احادیث نبویہ حجت نہ تسلیم کی جایئں گی۔

13۔ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتقوم الساعة حتی تخرج نار من ارض الحجاز تضی اعناق الابل ببصري

قیامت نہیں آئے گی جب تک حجاز میں ایسی آگ رونما نہ ہو جو بصریٰ کے اونٹوں پر اپنی روشنی ڈالے یہ پیش گئی صحیحین میں مرقوم ہے ۔اور654 کے بعد ثابت ہوئی ۔یہ آگ پہلی جمادی الثانی 654 سہ ھ میں حجاز سے نمایاں ہوئی دوسرے روز بڑے زوروں کا زلزلہ آیا شدت و حرارت کی روز افزوں کی ترقی ہوتی رہی اس کا شعلہ بحر موج سے مقابلہ کر رہا تھا ۔اس کی روشنی بہت دور دورتک پھیلی ہوئی تھی حالانکہ بصرہ کے بدووں نے بھی اپنےاپنے اونٹوں کی شناخت اسی روشنی کی بدولت کی حالانکہ حجاز اور بصریٰ کے درمیان کافی دوری ہے ۔اس کی لپیٹ سے کتنے ہی انسان و نباتات جھلس گئے ۔جمادات پگھل پڑے ۔چرند و پرند کے بھاگنے کا ٹھکانہ نہ تھا ۔روز بروز اس میں بڑھوتری ہورہی تھی ۔اس کا رخ شہر مدینہ کی طرف بڑھتا گیا۔جمعہ کی شب کو باشندگان مدینہ نے مسجد نبوی ﷺ میں بڑے ہی گریہ زاری اور تضرع کے ساتھ کاٹی باوجود اس شدت وحبن کے مدینہ طیبہ مامون رہا۔اوراس کا کچھ اثر نہ ہوااس کے علاوہ آتش فشانی کی کیفیت لکھنے والوں نے مختلف انداز میں تحریر کی ہے ۔

14۔قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی تقاتلواالترک صغرالاعین حمرالوجوہ ذلف الانوف کان وجوہم المجان المطرقة

(بخاری باب قتال الترک جلد اول و مسلم ج2 ص395)قیامت نہ قائم ہوگی جب تک تم ان ترکوں سے جنگ نہ کرلوگے جوچھوٹی چھوٹی آنکھوں والے سرخ چہروں والے پست ناک والے ہوں گے ۔ان کے چہرے ڈھال جیسے ہوں چوڑے ہوں گے ۔بخاری مسلم دونوں میں یہ روایت موجود ہے ۔رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی تھی کہ تم ترکوں سے ضرور مقابلہ کروگے پھر ان کے حلیے سے بھی متنبہ فرمادیا تھا۔چنانچہ 656ہجری میں ہلاکو خان کے لشکروں نے خراسان و وعراق پر سخت خون ریزی اور لوٹ مار کی اس کو بھی ایشیاء کوچک میں شکست عظیم ہوئی۔

15۔اترکواالترک ماترکوکم فلانھم اول من یسلب امتی ملکھم

(طبرانی۔ابونعیم بروایت)ابن مسعود طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔کہ ترکوں کو نہ چھیڑنا جب تک کہ وہ تم سے چھیڑ خوانی نہ کریں کیونکہ یہی وہ قوم ہے جو سب سے پہلے میری امت سے ان کا ملک چھین لے گی ۔اب دیکھیے ۔یہ واقعہ ساتویں صدی ہجری میں حدیث کے مطابق ظاہر ہوا اور انھیں ترکوں نے سلطنت عباسیہ کا خاتمہ کیا اور مستعصم باللہ خلیفہ بغداد ماراگیا کتب خانہ دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا۔کہا جاتا ہے کہ مہینوں تک اس کا پانی سیاہ ہوتا رہا۔مقام غور طلب ہے کہ سات سوسال پہلے جس وقعے کا اظہار آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے کردیا تھا۔ٹھیک اسی طرح اس کے مطابق ظاہر ہوا۔اس لئے اس سے الفاظ حدیث کی صحت کا کمال یقین حاصل ہوا۔

16۔خذھاخالدۃ قالدۃ لاینزعھا یا نبی ابی طلحۃ منکم الاظالم

(استعاب ابن عبد البرفتح مکہ 20رمضان سن 8ھ سہ جس وقت کہ مکہ پر مسلمان قابض ہوئے اس وقت رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی کلید طلب فرمائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیبہ کے گھرانے سے کلید لاکر بیت اللہ کھولا اس کے بعد اس کو واپس دینے سے انکار کردیا۔حضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا!کہ اسلام کسی کی حق تلفی کےلئے نہیں آیا ہے ۔اس کا حق تلف نہیں کیا جاسکتا مختصر یہ کہ آپ نے شیبہ کو بیت اللہ کی چابی واپس دیتے ہوئے فرمایا کہ تم یہ کنجی سنبھالو ہمیشہ ہمیشہ کےلئے تم سے وہی

تخص چھینے گا جو ظالم اور بدمعاش ہوگا۔ ہزاروں کی تعداد میں حاجیوں کا گروہ ہر سال بیت اللہ کی زیارت کےلئے مکہ شریف جاتا ہے۔ کوئی دریافت کرے کہ کیا خاندان ابو طلحہ کی نسل باقی ہے یا نہیں؟ بیت اللہ کی کنجی انھیں کے ہاتھ میں ہے یا نہیں یقیناً اثبات میں جواب پائے گا۔ دوستو! اگر رسول عربی ﷺ کا کلام غلط ہوتا تو کچھ دیر کےلئے تسلیم کرلیا جاتا مگر نہیں ۔انھوں نے ایک لفظ بھی خواہش نفسانی سے نہیں کہا۔ حضرات آج تک 8 ہجری کی پیش گوئی برقرار ہے۔ کیا اب بھی ہم احادیث نبویہ سے روگردانی کریں گے۔ کلاوحاشا۔

17۔ مسند احمد اور مسلم جلد نمبر 2 ص 392 میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طول عبارت کے ساتھ مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا تھا۔ یفتحون قسطنطنیہیعنی آپ نے لوگو ںکو فتح قسطنطنیہ کی بشارت دی تھی۔ اسی طرح ابوداؤد (جلد 2 ص 235) میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الملحمۃ الکبری فتح القسطنطنیۃ

(الحدیث 855 ہجری (1352 عیسوی) میں محمد فاتح سلطان نے فتح کیا یعنی کتاب مسند سے چھ صدیوں اور سال ہجرت سے ساڑھے آٹھ صدیوں کے بعد حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق لوگوں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ مگر قربان جائیے محدثین کی صداقت اور دیانت پر کہ انہوں نے کس وثوق کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو دفتر حدیث میں جگہ دی۔ جو ان سے کئی صدیوں بعد سچی ثابت ہوئیں۔

18۔ تفترق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ

(بیہقی و حاکم وطبرانی) آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت کے تہتر فرقے بن جایئں گے۔ دیکھئے آج تیرہ سو سال سے زیادہ اس پیش گوئی کو ہورہے ہیں۔ لیکن اسی طرح یہ حدیث بتا رہی ہے۔ جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کیا آپ غور نہیں کرتے۔ کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آغاز تک وہی واحد اور جامع نام سب کا رہا جیسا کہ قرآن حکیم نے بتلایا۔

هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ

یعنی ابراہیمؑ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ لیکن خروج خوارج کے بعد نئے نئے فرقے رونما ہو رہے ہیں۔ جیسے منکر حدیث۔ قادیانی بریلوی وغیرہ۔ اور ان سب کو ہی ان ناموں پر ناز ہے۔ یہ پیش گوئی حقیقت میں نصف النہار کی طرح ہدایت وصداقت کے ساتھ ہیں اور روز روشن ہے۔ انصاف کی رو سے ان کو حقیقت کی کسوٹی پر پرکھو تو تمھیں اس کی صداقت اچھی طرح معلوم ہوجائے گی۔ اور تعصب کا سدباب ہوجائے گا۔

19۔ اسی طرح بہت سی حدیثیں پیش گوئی کے باب میں درج ہیں۔ لیکن دو ایک اور بھی ذہن نشین کرلیں۔ اور امام بیہقی نے بروایت عبدالرحمٰن بن عبدالباری بیان کیا ہے۔ کہ جب کسریٰ بن ہرمز بن پرویز نے آپ ﷺ کے فرمان دعوت اسلام کو پڑھ کر پھاڑ ڈالا تھا۔ تو آپ نے خبر پاتے ہی اس نہ ہنجار کے حق میں فرمایا۔ فرق کسری ملکہیعنی کسریٰ نے اپنی سلطنت کو چاک کرڈالا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آخری کسریٰ خلیفہ راشد حضرات عثمان ذی النورین کے لشکر سے ہلاک ہوتا ہے۔ اور پھر اس سلطنت کا نام ونشان دنیا سے مٹ جاتا ہے۔

تتمہ مضمون حدیث

اس کے ثبوت میں ایک ایسی بین واضح حدیث قلم بند کرتا ہوں جو کم فہم وزی فہم دونوں ے کےلئے برہان قاطع ہوگی اور حسن ظن ہے کہ منکر سنت نبویہ راہ راست پر آجایئں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام بادشاہوں کے پاس اسلام کے پیغام ارسال فرمائے تھے ان میں سے آپ ﷺ کا وہ خط جو آپ نے مصر واسکندریہ کے بادشاہ مقوقش کے نام لکھوایا۔ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم من محمد عبد اللہ ورسولہ الی المقوش عظیم القبط سلام علی من اتبع الھدي اما بعد فاني ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیتفانما علیک اثم اہل القبط ویا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شینا ولایتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

(زادلمعاد جلد 1) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا کے بندے اور اور اس کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے قوم قبط کے بادشاہ مقوقش کی طرف سلام ہو اس پر جو ہدایت کا پیرو ہو۔ بعد ازیں یہ کہ میں تمکو اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام لے آ ؤ تو بچ جاؤ گے۔ اور تم کو اللہ تعالیٰ دگنا ثواب دے گا۔ اور اگر روگردانی کرو گے تو ساری قوم قبط کا گناہ تم پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات کیطرف آ ؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانیں۔ اور ہم میں سے کوئی بھی کسی کو خدا کے سوا رب نہ مانے۔ پس اگر وہ (اہل کتاب) روگردانی کریں تو اے مسلمانو! تم کہو! (اے لوگو) تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ اس خط کو آپ ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی معرفت روانہ کیا۔ انہوں نے دربار شاہی میں عام مجمع کے سامنے بادشاہ کو مخاطب کر کے نہایت پر اثر تقریر کی۔ اور اس ملک کے بادشاہ فرعون کی طغیانی وسرکشی اور اس کے انجام پر عبرت کی نصیحت کی بادشاہ نے آپ ﷺ کے اس مبارک خط کو ہاتھی دانت کے ایک نفیس ڈبے میں بند کر کے توشہ خوانوں میں نہایت ہی حفاظت سے رکھ چھوڑا۔ اور قاصد کو بہت کچھ تحفے تحائف دے کر واپس کیا یہ خط اسی طرح محفوظ رہا۔ جس طرح انہوں نے رکھا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے ظہور کا وقت آیا۔ اور عیسا یئوں کی ایک خانقاہ سے خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان صاحب کی خدمت میں پہنچا انہوں نے اس کا فوٹو چھپا کر تمام اطراف واکناف میں شائع کرایا۔ چنانچہ مجھے بھی جناب مولانا واستانا ابو القاسم صاحب سیف بنارسی مدظلہ نے دکھلایا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے پاک خلیل سرور کائنات رسول اللہ ﷺ کے خط کا نقش دکھایا اور ہم کو اس کے پاک کلمات کے یاد کرنے والوں اور لوگوں تک پہنچانے والوں میں بنایا۔ یہ نقش احادیث نبویہ کی صحت پر اس طرح شہادت دیتا ہے کہ اس کے الفاظ بالکل وہی ہیں جو کتب حدیث میں حفاظ سے مروی ہیں۔ اور اس کی دوسری شہادت احادیث نبویہ کی صحت پر یہ ہے کہ صحیح روایتوں میں روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے مختلف حکمرانوں (بادشاہوں) کے نام خط لکھوانے شروع کیے۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے مشورہ دیا کہ عجمی باشاہ نے مہر خط نہیں پڑھتے تو آپ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ ﷺ کا نقش تین سطروں میں اوپر نیچے لکھوایا سب سے نیچے سب سے اوپر اللہ وسط میں رسول اور سب سے نیچے محمد تھا بعینہ اسی طرح اس فوٹو میں ہے۔ جس طرح آپ ﷺ نے بنوایا تھا۔ ان دونوں شہادتوں سے ہماری تصدیق ہوتی ہے۔

مسلمانوں اگر یہ حدیثیں وحی الٰہی نہ ہوتیں تو اس طرح آپ کے فرمان کے مطابق نہ ثابت ہوتیں۔ یقیناً یہ خدا کی بتلائی ہوئی باتیں ہیں۔ رسول کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ تمام پش گوئیاں اپنے وقت پر ظاہر ہوئیں۔ اور ہوں گی۔ دراصل سچے رسول کے پرکھنے کی یہی کسوٹی ہے۔ آخر میں یہ عاجز اللہ سے دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ رب العزت ہمیں اور ہمارے تمام بھا یئوں کو اپنے رسول ﷺ کی احادیث پر کامل طور سے ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (اخبار محمدی دہلی جلد نمبر 18 ش 24)

مفتی فضیلۃ الشیخ حسنین محمد مخلوف

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

**جلد 11 ص 62-80**

محدث فتویٰ